بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ✦ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

خطبہ نمبر ۴۳

فون ۴۴۹

جلد ۳۷/۷۲ بدھ ۶ ذوالحجہ ۱۴۰۳ ھجری ✦ ۱۴ تبوک ۱۳۶۲ ہش ✦ ۱۴ ستمبر ۱۹۸۳ء نمبر ۲۰۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں

(تازہ اطلاع)

(۱۴ ستمبر صبح آٹھ بجے)

پیٹ میں نفخ کی وجہ سے بہت تکلیف ہے۔ کندھے اور ٹانگوں میں درد بدستور ہے۔

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازے۔ آمین۔

(ڈاکٹر لطیف احمد قریشی۔ چیف میڈیکل آفیسر۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ)

سنگاپور میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم دینی و جماعتی مصروفیات

مشرقِ بعید کے متعدد ممالک سے آئے ہوئے احباب کے ساتھ ملاقات، مجلس مشاورت کا انعقاد، تقریب استقبالیہ میں شرکت

۹ اور ۱۰ ستمبر کی مصروفیات کے متعلق محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کے مرسلہ تار کا ترجمہ

ربوہ ۱۳ تبوک/ستمبر۔ امیر مقامی محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی خدمت میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی طرف سے آج موصول ہونے والی تار میں بتایا گیا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۹ ستمبر ۱۹۸۳ء کو نماز جمعہ سنگاپور کی مسجد میں پڑھائی اور جمعہ "تُو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" کے موضوع پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے احباب جماعت کو کامل غلبۂ اسلام کے لئے تبلیغ کرنے سخت محنت کرنے اور دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی حضور ایدہ اللہ کے خطبہ کا ساتھ کے ساتھ مکرم میاں عبدالحی صاحب مبلغ سلسلہ، مقامی زبان میں ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ خطبہ اور نماز جمعہ میں حاضرین کی تعداد ۲۰۰ تھی۔

اسی روز بعد دوپہر انڈونیشیا سے آئے ہوئے احمدی احباب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس کے علاوہ عورتوں نے جو انڈونیشیا ملائشیا اور صباح سے آئی تھیں حضور کی حرم محترم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے ساتھ ملاقات سے مشرف ہوئیں۔

۲ مغرب اور عشاء کی نمازیں حضور نے جمع کر کے پڑھائیں اس کے بعد حضور کی بابرکت مجلس عرفان دو گھنٹہ تک جاری رہی اس میں احباب کرام حضور کے پر معارف اور بصیرت افروز ارشادات سے مستفید ہوتے۔

اگلے روز ۱۰ ستمبر ۱۹۸۳ء کی مصروفیات کے بارے میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی طرف سے جناب امیر صاحب مقامی محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے نام علیحدہ تار موصول ہوا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ مورخہ ۱۰ ستمبر کو صبح اور شام مجلس مشاورت

ربوہ میں نماز عید الاضحیٰ

ربوہ میں نماز عید الاضحیٰ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۳ء بروز اتوار بوقت ۸ بجے صبح مسجد اقصیٰ میں ہوگی۔ احباب وقت کی پابندی کرتے ہوئے مسجد میں تشریف لے آئیں۔ مستورات کے لئے حسب سابق پردہ کا انتظام ہوگا۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

آسٹریلیا میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر اور درخواست دعا:

محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال ثانی تحریک جدید۔ ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے تاریخی دورۂ مشرق بعید پر تشریف لے جا چکے ہیں۔ حضور اس دورہ میں براعظم آسٹریلیا میں سب سے پہلی احمدیہ مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ انشاء اللہ! اس تاریخی اور عظیم کام کی توفیق اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان سے ہمیں مل رہی ہے۔ اور حضور نے ہمیں ہدایت فرمائی ہے کہ:۔

"دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیکی اور خلوص اور ہماری عبادت کی سچی روح کو قبول فرمائے اور کثرت کے ساتھ دلوں کو اس گھر کی طرف مائل کر دے جو ہم وہاں بنانے لگے ہیں اور یہ گھر ایک نہ رہے بلکہ اس گھر کے نتیجہ میں پھر وہاں ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں گھر بنیں اور ہر گھر خدا کی عبادت سے بھرتا چلا جائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ ستمبر ۱۹۸۳ء بحوالہ الفضل ۸ ستمبر ۱۹۸۳ء)

اس مرکز و مسجد کی تعمیر پر قریباً پانچ لاکھ ڈالرز کے خرچ کا اندازہ ہے۔ جن مخلصین کے حصہ میں یہ سعادت آئی ہے کہ وہ اس کی تعمیر کیلئے مالی قربانیاں پیش کریں وہ بڑے ہی اخلاص اور جذبہ کے ساتھ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مثالی قربانیوں کے مظاہرے کر رہے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک تین لاکھ چالیس ہزار (۳،۴۰،۰۰۰) ڈالر کے وعدے اور پچانوے ہزار (۹۵،۰۰۰) ڈالر کی وصولی ہو چکی ہے۔ الحمد للہ! یہ معلوم ہونے پر کہ عنقریب انشاء اللہ بنیاد رکھی جائیگی مخلصین نے ادائیگی کی رفتار کو تیز کر دیا ہے۔ فجزاہم اللہ!

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان مخلصین کے لئے بھی خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے ان کو پہلے سے بڑھ کر قربانی کی توفیق حاصل ہو۔ اس کی مدد اور نصرت ہر آن ان کے شامل حال رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جملہ مشکلات کو دور فرمائے اور یہ ہمیشہ اس کی حفظ و امان میں رہیں۔

احباب یہ بھی دعا کریں کہ اس مسجد کی تعمیر کی جلد تکمیل ہو۔ اور حضور کے الفاظ میں دعا کریں کہ:۔

"خدا تعالیٰ جلد اس کو بھر بھی دے اور چھوٹا بھی کر دے اور یوں ہماری توقعات ناکام ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اس سے بہت آگے نکل جائیں۔"

○

برائے خصوصی توجہ قائدین مجلس خدام الاحمدیہ

عید الاضحیہ قریب ہے۔ اس مبارک دن کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی ہدایت اور ارشاد کی روشنی میں منانے کے لئے اپنے اپنے علاقہ میں ضروری اقدام کریں۔ اور اپنے حلقہ کے غرباء اور مستحق احباب کے گھر جا کر عید کی مبارکباد، تحائف و مٹھائی پیش کریں۔ چونکہ یہ قربانی کی عید ہے اس لئے قربانی کا گوشت حسب توفیق ان احباب میں تقسیم کریں اور انہیں اپنی خوشیوں میں شریک کریں۔

(مہتمم خدمت خلق خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۲۵۴، پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۰ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نہایت پیاری دعا سکھائی اس دعا میں بہت باریک حکمتیں پوشیدہ ہیں

ہماری تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہمارا خدا ہے۔ ہم جتنا گہرا تعلق اپنے رب سے رکھیں گے ہماری طاقتیں اور وسعتیں اتنی ہی پھیلتی چلی جائیں گی

اللہ تعالیٰ نے عظیم ذمہ داریاں یاد دلا کر ہمیں حوصلہ دیا ہے اور وہ راستہ دکھایا ہے جس پر چلنے سے ہماری طاقتیں اور وسعتیں پھیل سکتی ہیں

وہ کہتا ہے تم مجھ سے تعلق رکھنا اور میری طرف جھکنا سیکھ لو پھر میری وسعتیں تمہاری وسعتیں ہو جائیں گی اور تم میرے دوست بن جاؤ گے

اگر آپ لوگ ایسے بن جائیں تو پھر آپ دیکھیں گے کہ سارے کام خود بخود تیزی سے ہونے لگیں گے اور ہماری ہر بات سیدھی ہوتی چلی جائے گی

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۲۶ ظہور ۱۳۶۲ ہش مطابق ۲۶ اگست ۱۹۸۳ء بمقام مسجد احمدیہ مارٹن روڈ کراچی

مرتبہ:- مکرم یوسف سلیم ملک صاحب ایم۔اے۔ انچارج صیغہ زود نویسی

(نوٹ:- یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب جماعت کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۟ ع

(البقرہ آیت ۲۸۷)

اور پھر فرمایا:-

"قرآن کریم انذار اور تبشیر کے تانے بانے سے بنی ہوئی ایک عجیب و غریب صنعت ہے کہ اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

بعض اوقات یہ تانا بانا نمایاں طور پر نظر آتا رہتا ہے۔ اب تبشیر شروع ہوئی اور اب انذار کا دھاگا آگیا اور بعض اوقات یہ بُنتی اتنی باریک ہو جاتی ہے کہ ظاہری نظر اس کا فرق نہیں کر سکتی۔ اور بعض اوقات ایک ہی آیت میں انذار اور تبشیر دونوں اس طرح مل جاتے ہیں کہ گویا ایک دوسرے کے اندر جذب ہو جاتے ہیں۔ اور کامل طور پر ان کا اتحاد نظر کو عجیب لگتا ہے۔ یہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس بات کی مثال ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔

انسان جب اُن

عظیم ذمہ داریوں پر نگاہ

ڈالتا ہے جو اس پر ڈالی جاتی ہیں تو خواہ وہ کسی منصب سے تعلق رکھتا ہو کسی حیثیت کا انسان ہو اگر وہ باشعور ہے اور اپنے حالات کا جائزہ لینے کی اہلیت رکھتا ہے اور بصیرت رکھتا ہے تو اس کا جواب ہمیشہ یہی ہوگا کہ میں ان ذمہ داریوں کا حق ادا کرنے کا اہل نہیں ہوں۔ اور یہ ذمہ داریاں میری طاقت سے بڑھ کر ہیں۔ ایک زمیندار خواہ مزارع ہو یا مالک ہو وہ بھی نہ زمین کے تقاضے پورے کر سکتا ہے جو بحیثیت زمیندار اُسے پورے کرنے چاہئیں۔ اور اگر وہ اہلیت رکھتا بھی ہو تو بہت سی چیزیں اس کے اختیار میں نہیں ہیں اور بے بس ہو جاتا ہے۔ ایک مزدور اپنی مزدوری کے تقاضے پورے نہیں کر سکتا۔ تعمیراتی کام کا ایک نگران تعمیر کے تقاضے پورے نہیں کر سکتا غرضیکہ اس سے بحث نہیں کہ کسی پر کتنی بڑی ذمہ داری ڈالی گئی یا کتنی چھوٹی۔ انسان ایک بے بس چیز ہے بے اختیار چیز ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر ذمہ داری جو انسان پر ڈالی جاتی ہے وہ اسے طاقت سے بڑھ کر معلوم ہوتی ہے۔ دل میں خوف پیدا ہوتا ہے اور انسان سوچتا ہے کہ یہ ذمہ داری کیسے ادا کروں گا۔ دوسری طرف قرآن کریم کی اس آیت پر نظر پڑتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک عظیم الشان خوشخبری دی جا رہی ہے لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا کہ اللہ تو کسی جان پر اسکی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا اور اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ وہ اپنی ہر تخلیق کی کُنہ تک واقف ہے۔ اپنی ہر تخلیق کی کمزوریوں سے بھی واقف ہے اور اس کے ان پہلوؤں سے بھی واقف ہے جو بطور خوبیاں ودیعت کی گئیں۔ ان دونوں پہلوؤں پر جس علیم و خبیر ہستی کی نظر ہو اگر وہ یہ کہے کہ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا اللہ کسی نفس پر اس کی وسعت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ تو

یہ ایک عظیم الشان خوشخبری ہے

اور گویا یہ پیغام ہے کہ تمہیں بوجھ زیادہ نظر آ رہے ہیں حقیقت میں زیادہ بوجھ نہیں تمہاری وسعت کے مطابق ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہاں ایک فرق کرنا ضروری ہے ورنہ احباب کے ذہن میں مضمون اُلجھ جائے گا۔ فرق یہ ہے کہ یہ نہیں فرمایا کہ انسان دوسرے انسان پر طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ انسان اپنے اوپر اپنی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا کیونکہ یہ دونوں واقعات دنیا میں ہمیں روزانہ دکھائی دیتے ہیں۔ بسا اوقات انسان دوسرے انسانوں پر ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ وہ ان بوجھوں تلے ٹوٹ جاتے ہیں اور تب بھی کام کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ بعض اوقات انسان اپنی جان پر اپنی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈال لیتا ہے۔ یہاں اس عام انسانی کیفیت اور حالات کا ذکر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے متعلق فرماتا ہے کہ میں کسی انسان پر یا کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ وہ انسان جو دوسروں پر طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالنا نہیں چاہتے اور یہ ادّعا کرتے ہیں کہ ہم طاقت کے مطابق بوجھ ڈالتے ہیں، وہ بھی دراصل اپنے ادعا میں خام ہوتے ہیں، ان کے دعویٰ کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی کیونکہ جب تک کوئی یہ جائزہ لینے کا اہل نہ ہو کہ اسکی طاقت کیا ہے اس وقت تک وہ یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا کہ میں طاقت کے مطابق بوجھ ڈالتا ہوں یا طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔

اشتراکیت کا ایک نعرہ

ہے کہ ہر شخص کو اس کی ضرورت کے مطابق دو اور اس کی طاقت کے مطابق اس سے کام لو۔ یہ دونوں نعرے اسی پہلو سے کھوکھلے ہیں کہ ہر انسان کا مزاج اس کی اندرونی کیفیات اس کا ماحول اس کے ماں باپ کے مزاج کے اثرات اس کی اپنی بعض کمزوریاں بعض مضبوط پہلو یہ سارے مل کر اس کی ایک شخصیت کی تعمیر کرتے ہیں اور یہ جو شخصی تعمیر ہے یہ ضرورت کا فیصلہ کرتی ہے کہ اس کی ضرورت کیا ہے اور انسان کے لیے ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی دوسرے انسان کی ضرورت کی تعیین کر سکے صرف خدا کے لیے ممکن ہے۔ اور اسی طرح جب کہتے ہیں کہ طاقت کے مطابق کام لو تو ہر ایک کی طاقت کا فیصلہ کرنا ہر ایک کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ مختلف مزاج کے لوگ ہیں ان کے مختلف حالات ہیں۔ بعض اندرونی کمزوریاں ہیں بعض دفعہ انسان کہتا ہے کہ مجھے بڑی سخت کمزوری ہو گئی ہے اور دوسرا آدمی کہتا ہے کہ بکواس کر رہا ہے جھوٹ بولتا ہے بہانے کر رہا ہے اس کو ہرگز کوئی کمزوری نہیں اس کے اُوپر بوجھ ڈالنا چاہیئے۔ اب ہو سکتا ہے کوئی اُسے ظالم سمجھے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسکی وسعت میں ہی نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو سمجھ سکے۔ اور اس نے ایک اندازہ لگایا ہے۔ وہ اپنی جگہ بے اختیار ہے یہ اپنی جگہ بے اختیار ہے۔ انسان کے حالات اندرونی طور پر بہت مختلف ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک معقول آدمی سارے علم کے باوجود بھی دوسرے آدمی کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ چنانچہ ایک پاگل کے متعلق ذکر آتا ہے کہ اس کو یہ وہم تھا کہ وہ شیشے کا ہو چکا ہے اور لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ مجھے زور سے ہاتھ نہ لگانا میں ٹوٹ جاؤں گا اور بہت ہی احتیاط سے اور ملائمت کے ساتھ گدے وغیرہ رکھ کر چیزوں پر بیٹھتا تھا اور ہر طرح سے اپنا خیال رکھتا تھا کہ میں کسی دن ٹوٹ نہ جاؤں۔ ایک ماہر نفسیات کے پاس اُسے لے جایا گیا اور ماہر نفسیات یہ سمجھتے تھے کہ ہمیں پتہ ہے یہ سب بکواس ہے، انسان کہاں ٹوٹ سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کا یہ علاج سوچا کہ اچانک بہت زور سے اس کو تھپڑ مارا یہ ثابت کرنے کے لیے کہ دیکھو تم نہیں ٹوٹ گئے۔ تمہیں اپنے آپ پر اعتماد ہونا چاہیئے۔ لیکن اس کی اندرونی کیفیت اتنی نازک ہو چکی تھی کہ اس کے منہ سے چھن چھن کی آواز نکلی اور وہ وہیں حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ گر کر مر گیا۔ اس کو اتنا یقین تھا کہ میں شیشے کا ہوں کہ اُس یقین کے احساس نے اس کا دل بند کر دیا۔

پس

انسانی حالات کے مختلف تقاضے

ہیں جن میں باریک فرق ہیں کہ کوئی دوسرا انسان خواہ کسی فن کا ماہر کیوں نہ ہو نہ اس کی وسعتوں کا پتہ کر سکتا ہے اور نہ اس کی ضرورتوں کا اندازہ کر سکتا ہے صرف اللہ ہی ہے جو یہ کہہ سکتا ہے کہ

لا یکلّف اللہ نفساً الّا وسعھا

پس اس پہلو سے اس میں ایک بڑی بھاری تبشیر ملتی ہے اور وہ ذمہ داریاں جو خدا ڈالتا ہے ان کے متعلق تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے اہل ہیں۔ تبشیر کا یہ پہلو جب انسان کو مزید غور پر متوجہ کرتا ہے تو پھر ایک خوف کا اثر آہستہ آہستہ غالب آنے لگتا ہے۔ مثلاً جماعت احمدیہ ہے۔ جماعت احمدیہ کی ذمہ داری کیا ہے جو خدا تعالیٰ نے ڈالی ہے تمام دنیا کو مسلمان بنانا تمام ادیان باطلہ پر اسلام کو غالب کرنا اور اس انسان کی تقدیر کو بدل دینا جس کے متعلق خدا فرماتا ہے۔

والعصر ان الانسان لفی خسرٍ

زمانہ کی قسم زمانہ گواہ ہے کہ یہ انسان لازماً گھاٹا کھانے والا ہے۔ اپنے سود و زیاں کا تو انسان کو پورا ہوش نہیں ہوتا سارے زمانہ کے زیاں کو سود میں بدل دینا سارے نقصان کو فائدہ میں تبدیل کر دینا یہ ذمہ داری ہے جو ہم پر ڈالی گئی ہے۔ ایک طرف یہ آیت تبشیر بھی کر رہی ہے دوسری طرف جب انسان اپنی کمزوریوں پر نگاہ ڈالتا ہے یعنی بے بسی اور بے اختیاری کو دیکھتا ہے، کام کے بے شمار ہجوم نظر آتے ہیں اور دنیا کا واقعاتی جائزہ لیتا ہے تو انسان سمجھتا ہے میں اس کا بالکل اہل نہیں ہوں، مجھ میں کہاں طاقت ہے کہ میں کسی ایک ملک کو بھی بدل سکوں۔ صرف ایک ہندوستان پر ہی اگر جماعت احمدیہ اپنی تمام توجہ مبذول کر دے تو جہاں تک دُنیا کے حالات کا تعلق ہے اور جہاں تک ہمارے ذرائع کا تعلق ہے ہم ایک صوبے کے ہندوؤں کو بھی بظاہر مسلمان بنانے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ پھر آپ دُنیا کی وسعتوں پر نظر ڈالیں کتنے بڑے بڑے وسیع ممالک ہیں جو دہریہ ہو چکے ہیں۔ وہ خدا ہی کو نہیں مانتے ہم اُن کی زبانیں نہیں جانتے، اُن کے خیالات سے واقف نہیں ہیں، اُن کی قومی عادات سے واقف نہیں ہیں، ان تک پہنچنے کی طاقت نہیں ہے، راہوں میں BARRIER اور روکیں ہیں اور اس کے باوجود دل میں یہ یقین ہے کہ خدا سچ کہہ رہا ہے لا یکلّف اللہ نفساً الّا وسعھا، ہم پر جو بوجھ ڈالا ہے وہ ہم اٹھانے کے اہل ہیں، لیکن کیسے۔ اب آسٹریلیا کا سفر درپیش ہے اور اسی سلسلہ میں غور کرتے ہوئے میری توجہ مبذول ہوئی کہ

آسٹریلیا ایک برّاعظم ہے

جس کو آج تک کسی غیر مذہب نے فتح نہیں کیا۔ عیسائیت نے وہاں ABORIGINES میں کچھ نفوذ کیا لیکن جو عیسائی وہاں آباد ہوئے آج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک کسی نے ان کے قلوب کو فتح نہیں کیا۔ اور ایک بڑی قوم ہے ایک بہت بڑا پھیلا ہوا براعظم ہے اور وہاں ہم ایک مشن کی تعمیر کرنے کے لیے جا رہے ہیں۔ اور ایسی ایک دنیا نہیں ایسی سینکڑوں دُنیائیں ہیں جہاں ابھی تک ہم کوئی نفوذ نہیں کر سکے۔ فجی ہے جو بظاہر ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے لیکن اب تک کی کوششوں کے نتیجہ میں پانچ ہزار کے لگ بھگ وہاں احمدی ہیں اور اس میں لاکھوں کی آبادی ہے۔ وہاں ABORIGINES تو نہیں لیکن قدیم باشندے جو افریقن ممالک سے ہجرت کر کے آئے تھے ان کی ایک بھاری تعداد ہے۔ ہندو بھی وہاں بھاری تعداد میں موجود ہیں۔ اور آسٹریلیا کو تو چھوڑیئے فجی میں بھی ان سب کو مسلمان بنانا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ پھر سیلون ہے وہاں کے حالات یہ ہیں کہ بدھسٹ اکثریت میں ہیں اور اُن بدھسٹوں میں آج تک ہم نفوذ نہیں کر سکے۔ ہماری وہاں جو تبلیغ ہوئی ہے وہ زیادہ تر ہندوستانی نسل کے باشندوں میں ہوئی ہے۔ وہی ہیں جن میں احمدیت نے کسی طرف سے راستہ بنایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں سے کچھ لوگ احمدی ہوئے لیکن باقی جو بدھسٹ لوگ ہیں اور یہ دراصل بدھسٹ کا ملک ہے ان کی غالب اکثریت ہے۔ ان میں شاذ کے طور پر احمدی ہوئے ہیں لیکن بحیثیت قوم کے انہوں نے قبول نہیں کیا۔ وہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے اس جزیرہ پر بھی ہم اسلام کو پوری طرح غالب کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے جہاں تک اپنے ظاہری حالات کے جائزہ کا تعلق ہے۔

پس یہ مضمون سوچتے ہوئے

میری توجہ اس طرف مبذول ہوئی

کہ وسعتیں کہیں ایسی تو نہیں جن کو ہم نے ابھی کھنگال کر دیکھا نہ ہو، ایسی وسعتیں تو نہیں جن کو ہم نے ابھی تک دریافت نہ کیا ہو۔ خدا کی بات تو بہرحال درست ہے کہ ہمارے اندر وسعت موجود ہے لیکن اگر UNTAPPED RESOURCES پڑی ہیں، اگر انسان جو کچھ خدا تعالیٰ نے اُسے ودیعت کیا ہے اس سے پوری طرح استفادہ نہ کرے تو پھر انسان تو جھوٹا ہوگا خدا جھوٹا نہیں ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہماری کچھ وسعتیں ایسی ہیں جن کو ہم نے پوری طرح ٹٹولا نہیں اور ٹٹولنے کے بعد محسوس کر کے اُن پر ذمہ داری کی کاٹھی نہیں ڈالی، ان کی تربیت نہیں کی خدا کی راہ میں خدمت کے لیے پیش کرنے کی۔ جب تک ہم اپنے نفس کو ٹٹول کر اسکی صلاحیتوں کی تربیت نہ کریں وہ اس لائق نہیں ہے کہ اُسے خدا کے حضور پیش کیا جا سکے۔ اسلیے انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی مَیں نے نظر ڈالی تو بے شمار وسعتیں ہیں جن سے استفادہ نہیں کیا جا رہا۔ ہر احمدی اگر اپنی ذات پر غور کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جو طاقتیں ودیعت کی ہیں ان سے وہ پورا استفادہ نہیں کر رہا۔ اور خصوصاً دین کے معاملہ میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ وہ اپنے بچوں کی تربیت نہیں کر رہا، اپنی بیوی کی تربیت کا حق ادا نہیں کر رہا، وہ طاقتیں جو خدا نے اُسے دی ہیں انہیں ضائع کر رہا ہے، کھیل کود اور لہو و لعب میں اپنی جائز ضرورت سے بڑھ کر خرچ کرتا ہے۔ کچھ تو انسان کا تفریح کا حق ہے وہ اس کی بناوٹ میں داخل ہے لیکن کچھ اس سے زائد ہوتا ہے۔ اور جب قومیں تفریح کے حق سے بہت زیادہ وقت خرچ کرنے لگ جائیں تو وہ اپنی قوتوں کو ضائع کر رہی ہوتی ہیں۔ پھر بہت سی ایسی زبانیں ہیں جو دین کی خاطر گھر بیٹھے سیکھ سکتے ہیں۔ بہت سا علم ہے دین کا جو آپ پڑھا سکتے ہیں۔ اس کی طرف پوری توجہ نہیں۔ عبادت کی طرف پوری توجہ نہیں، جتنا کہ حق ہے ویسی ہونی چاہیئے۔ غرضیکہ

آپ اپنی نظر کو پھیلاتے چلے جائیں

تو ہر انسان کے اندر آپ کو ایسے بے شمار گوشے نظر آئیں گے جہاں اللہ تعالیٰ نے وسعتیں تو عطا فرمائی ہیں لیکن اُن وسعتوں سے ہم پورا فائدہ نہیں اُٹھا رہے اس لئے جب جماعت کی ایک اجتماعی شکل بنتی ہے تو ایسے بکثرت احمدی جماعت میں شامل ہیں جن کی وسعتوں میں سے ایک تھوڑا سا حصہ جماعت کو ملا ہوا ہے اور پھر جماعت کی جو اجتماعی شکل بنتی ہے اُس میں تمام ذمہ دار کارکنان جو جماعت میں شامل ہیں یا جن پر بوجھ ڈالے جاتے ہیں وہ آگے پھر اپنی ذمہ داریاں پوری طرح ادا نہیں کرتے اور اپنی وسعتوں سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ ایسے مربیان بھی ہیں، بیرونی ممالک کے مبلغین بھی ہیں، دفتروں میں کام کرنے والے بھی ہیں، اگر وہ اپنے آپ کو ٹٹولنا شروع کریں تو محسوس کریں گے کہ ابھی وہ بہت کچھ اور بھی کر سکتے تھے لیکن نہیں کر سکے یا نہیں کیا۔ تدبر کی باتیں دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو تدبر کا ایک مَلکہ عطا فرمایا ہے، فکر کا مَلکہ عطا فرمایا ہے، اور مسائل کو جانچنا اور اُن میں تدبر کرنا اور فکر کے نتیجہ میں نئی نئی راہیں تلاش کرنا یہ انسان کی فطرت میں ودیعت ہے لیکن اس پہلو سے بھی ہر وقت ایک احمدی کا جماعتی مسائل میں منہمک ہونا یہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ بسا اوقات اکثر احمدی اپنے دُنیاوی اور گھریلو مسائل میں تو اُلجھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن بہت کم ہیں جو دن رات اس فکر میں غلطاں ہوں کہ دین کا کیا بنے گا، ہم اپنی ذمہ داریاں کیسے ادا کریں گے، کاموں کو آسان کرنے کے کیا ذرائع ہیں، ہم کس طرح تھوڑی کوشش کے ساتھ زیادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ساری UNTAPPED RESOURCES پڑی ہیں۔ لیکن مَیں نے یہ سب کچھ سوچا اور اندازہ لگایا اس کے باوجود

میرے دل کا دیانت دارانہ فیصلہ

یہ تھا کہ اگر سارے احمدی اپنی ساری طاقتیں بھی جھونک دیں تب بھی یہ ذمہ داری ادا نہیں کر سکتے۔ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جہاں ہمارے دائرے پھیل رہے ہیں وہاں اندرونی ذمہ داریاں بھی مزید پیدا ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اگلی نسلوں کی تربیت کے مسائل ہیں، اُن میں پیغام کو زندہ رکھنے کا سوال ہے۔ ایک نیکی پر قائم ہو کر پھر اُسے چھوڑنے کا جو رُجحان قوموں میں ملتا ہے، تن آسانی کا رُجحان ملتا ہے، یہ بھی ایک بڑی خطرناک چیز ہے۔

پس جہاں دائرے پھیلتے جاتے ہیں وہاں اندرونی تربیت کے معاملات بھی زیادہ سنگین نوعیت اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ پھر تیزی کے ساتھ اگر آپ پھیلنا بھی شروع کر دیں تو اُن کی تربیت کے اتنے خطرناک مسائل سامنے آئیں گے کہ اگر ہمارے اندر اُن نئے آنے والوں کی تربیت کی پوری اہلیت نہ ہوئی تو جس تیزی کے ساتھ وہ آئیں گے اُس تیزی کے ساتھ احمدیت کو بگاڑنے لگ جائیں گے، اُسی تیزی کے ساتھ دین کو نقصان پہنچانے لگ جائیں گے۔ پس اِن پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد مَیں نے محسوس کیا کہ قرآن کریم سے انسان ہدایت نہیں پا سکتا جب تک تقویٰ کے ساتھ ہدایت کی تلاش نہ کرے۔ اور تقویٰ یہ نہیں ہے کہ قرآن کریم کی کوئی بات سمجھ آئے یا نہ آئے تم کہدو کہ ہاں سمجھ آگئی۔ تقویٰ یہ ہے کہ جس بات کی سمجھ نہیں آئی اُس حد تک تسلیم کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ہاں ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ میرے نفس نے بڑی دیانت داری کے ساتھ فیصلہ کیا ہے کہ جہاں تک احمدیت کی وسعت کا تعلق ہے ہر فرد اور جماعت کی اندرونی طاقتوں کے مجموعہ کا نام ہی جماعت کی وسعت ہے۔ اس وسعت پر اگر ہم نظر ڈالیں تو ہم اُن ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے اہل نہیں ہیں جو ذمہ داریاں تمام دنیا میں اسلام کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہیں۔ اسلام کی تبلیغ کے لئے اُس کے نفاذ کے لئے اور اُسے زندگی کا ایک ناقابلِ تقسیم جزو بنا دینا یہاں تک کہ وہ نسلاً بعد نسلٍ فطرتِ ثانیہ کے طور پر لوگوں کی رگوں میں جاری ہو جائے، یہ ہے

اسلام کی تبلیغ کا بنیادی تقاضا

جسے ہم نے پورا کرنا ہے اور ہم اس کے اہل نہیں ہیں۔

پھر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ توجہ مبذول کراتا ہے اور فرماتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا تمہارے اندازوں میں کوئی غلطی ہوگی، ہو سکتا ہے بعض وسعتیں تم نے دیکھی نہ ہوں، پھر نظر دوڑاؤ، پھر تلاش کرو، عین ممکن ہے کہ کچھ ایسی وسعتیں ہوں جن پر تم نے نظر نہ ڈالی ہو۔ اس پہلو سے جب میں نے دوبارہ غور کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ انسان کی وسعتیں صرف اُس کی ذات تک یا اُس کی جماعت تک محدود نہیں ہوا کرتیں بلکہ اُس کے تعلقات اور اُس کی دوستیاں بھی تو وسعتوں میں شامل ہوا کرتی ہیں۔ ایک چھوٹا سا ملک اگر ایک بڑے ملک کا دوست ہو تو کیسی جرأت سے آنکھ اُٹھا کر بڑی بڑی طاقتوں کو چیلنج کرتا ہے۔ کہتا ہے تم مجھے نہیں مٹا سکتے۔ اس لئے کہ فلاں ملک میری پشت پناہی کر رہا ہے۔ غالب نے بھی تو کہا ہے کہ ؎

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

تو انسانوں کی آبروئیں اور طاقتیں اُن کی دوستیوں کے ساتھ بدلتی ہیں۔ اُن کے تعلقات کے دائرے جتنے وسیع ہوں اُتنی ان کی وسعتیں پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ تو لازماً اِس سمت میں کوئی حل ہے جس کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہیئے۔ معاً دیکھا کہ اگلی آیت یہی سکھا رہی ہے۔ اس کے معاً بعد دعا کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

اے خدا ہم تو بالکل بے کار اور ناکارہ لوگ ہیں ہماری وسعتوں میں تو نے اپنا تعلق داخل کر دیا۔ تبھی ایسے عظیم الشان کام ہمارے سپرد کر رہا ہے جو ناممکن ہیں، انسان کی بساط میں نہیں ہے کہ اُن کو پورا کر سکے۔ تو جب تک ہمارا دوست ہے ہماری وسعت ہے جب تو نے تعلق توڑ دیا تو ہماری کوئی بھی وسعت نہیں اور جب خدا خود ذمہ داریاں ڈالتا ہے تو اُس وجود، قوم کی وسعت میں جس پر ذمہ داریاں ڈالتا ہے اپنے تعلق کو بھی شامل کر لیتا ہے۔ ورنہ تو ناممکن ہے کہ وہ کام کیا جا سکے۔ اِس پہلو سے معاً بعد آنے والی دعا نے سکھا دیا کہ دراصل ہماری وسعتیں ہمارے خدا میں ہیں۔

ہماری تمام طاقتوں کا سرچشمہ

ہمارا خدا ہے اور جتنا زیادہ گہرا تعلق ہم اپنے رب سے کریں گے ہماری وسعتیں پھیلتی چلی جائیں گی۔ اور چونکہ اس کی طاقتیں لامتناہی ہیں اس لئے بلاشبہ ہماری وسعتیں بھی لامتناہی ہیں۔ یہ ہم پر منحصر ہے کہ اپنے تعلق کو کس حد تک بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ اگر خدا کی ذات میں اپنے وجود کو مدغم کر دیں، اگر اپنا کچھ بھی نہ رہنے دیں، نہ اپنی تمنائیں اپنی رہیں۔ نہ اپنی خواہشات نہ اپنی محبت اور نہ نفرتیں کچھ بھی اپنا نہ رہے تو پھر ہماری وسعتیں ہمارے خدا کی وسعتیں بن جائیں گی اور اس کے آگے کوئی بھی چیز انہونی نہیں، اور کوئی بھی چیز مشکل نہیں ہے۔ وہ جو کُنْ فَیَکُوْنُ کا مالک خدا ہے اُس کے تعلق کے بعد انسان کیسے وہم کر سکتا ہے کہ میری حیثیت چھوٹی ہے اور میری وسعتیں محدود ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے معاً بعد دعا سکھا کر (اور پھر دعا میں اُن تمام باریک پہلوؤں کو روشن کر دیا جو اِس مضمون سے گہرا تعلق رکھتے ہیں) حوصلہ دے دیا ہمیں، سبق بھی دیا، وہ رستہ دکھا دیا جس رستے پر چل کر ہماری طاقتیں پھیلتی چلی جائیں گی اور وسیع تر ہوتی چلی جائیں گی چنانچہ فرمایا:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا

اے خدا! انسان طاقتیں ضائع بھی کر دیتا ہے۔ جو کچھ حاصل ہے اُس سے بھی تو پورا استفادہ نہیں کر سکتا اور وسعتوں میں سے وہ حصہ منفی ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ دو طریق پر ہے بعض دفعہ بھول چوک کے ذریعہ بعض دفعہ خطاؤں کے ذریعہ۔ تو

ہماری پہلی درخواست تو یہ ہے

کہ ہمیں یہ توفیق عطا فرما کہ جو ہماری وسعتیں ہیں ہم اُن سے تو پورا فائدہ اُٹھائیں۔ خطائیں کی ہیں تو معاف فرما دے۔ خطاؤں کی جو سزائیں مقرر ہیں یا خطاؤں کے جو طبعی نتائج تو نے مقرر فرمائے ہوئے ہیں اُن سے ہمیں نجات بخش اور ایسی توفیق عطا فرما کہ آئندہ خطائیں نہ کریں۔ اگر خطائیں ہو بھی جائیں تو کم سے کم ہوں اور اسی طرح ہمارے بھول چوک کے مضمون میں بھی تو داخل ہو جا اور بھولی ہوئی چیزوں کے بدنتائج سے محفوظ فرماتا چلا جا۔ پھر فرمایا:

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ

یہ کہنے کے بعد ہماری توجہ گزشتہ قوموں کی طرف مبذول کروا دی۔ فرمایا یہ پہلی دفعہ تو واقعہ نہیں ہوا کہ خدا نے کسی قوم کے سپرد ایک ذمہ داری کی ہے اور پہلی دفعہ یہ واقعہ نہیں ہوا کہ خدا توقع رکھتا ہے کہ تم اس ذمہ داری کو ادا کرو گے۔ انسان کی ماضی پر نگاہ پڑتی ہے تو بہت سی قومیں نظر آتی ہیں جنہوں نے اِن ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا نہیں کیا یا ادا کرنے کے بعد بہت جلد بھلا دیا، اور خدا تعالیٰ نے جو نعمتیں دی تھیں اُن کو لعنتوں میں تبدیل کر دیا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماضی کے انسان سے بھی سیکھو۔ تمہاری کچھ وسعتیں ایسی ہیں جو ماضی میں بھی پھیلی پڑی ہیں۔ کچھ کمزوریاں تم نے پرانی قوموں سے ورثہ میں پائی ہیں۔ کچھ بدعادات ایسی ہیں جو پہلے انسان میں پیدا ہوتی رہی ہیں اس طرف بھی توجہ کرو۔ صرف اپنی کمزوریوں سے بخشش کی یا نجات کی دعائیں نہ کرو۔ سابقہ قوموں کی غلطیوں سے بھی بخشش اور نجات کی دعائیں کرو۔ یہ ابھی تک منفی مضمون چل رہا ہے۔ فرمایا کہ دیکھو! پہلے ایسی قومیں تھیں جن کے بداثرات ورثہ میں چلے جاتے ہیں اُن بداثرات سے بچنے کی کوشش کرو، اُن کی غلطیوں سے عبرت حاصل کرنے کی کوشش کرو اور یہ کام بھی دعا کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ فرمایا دعا کرو رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ

اب اِس مضمون میں داخل ہونے کے بعد بظاہر ایک تضاد نظر آتا ہے۔ ابھی تو خدا تعالیٰ فرما رہا تھا کہ:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

خدا کسی جان پر اُس کی وُسعت سے زیادہ بوجھ ڈالتا ہی نہیں اور اب کہہ رہا ہے رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ یہ دعا کرو کہ اے خدا! ہماری طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالنا اِن دو باتوں میں تو بظاہر تضاد ہے۔ جو خدا تم سے یہ عہد کر چکا ہو ابھی ایک آیت پیچھے کہ میں ہرگز تم پر تمہاری طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالتا ہی نہیں اُس پر اعتماد کیوں نہیں کرتے، اِس بات پر یقین کیوں نہیں کرتے اور کیوں پھر یہ دعا کرتے ہو کہ اے خدا! ہم پر ہماری طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالنا۔

یہ جو مضمون ہے اِس میں

بعض لطیف حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ انسان کی طاقتوں اور وُسعتوں میں ایک فرق ہے اور جب آپ وُسعت اور طاقت کو ہم معنی بنائیں تو وہاں یہ اعتراض اُٹھتا ہے۔ جہاں اِس فرق کو ملحوظ رکھ لیں وہاں یہ اعتراض نہیں اُٹھتا۔ مثلاً ایک بچہ ہے اس کی وُسعت میں یہ بات داخل ہے کہ جب وہ اپنی PEAK (یعنی اپنے عروج) کو پہنچے گا تو ایک عظیم الشان پہلوان بنے گا۔ اگر اُس نے پہلوان بننا ہو، اگر مثلاً اُس نے دُنیا کا سب سے بڑا ویٹ لفٹر یعنی بوجھ اٹھانے والا بننا ہو تو اُس کی وُسعت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ ایک زمانہ میں جا کر بوجھ اٹھانے کے میدان میں بہت ہی عظیم الشان پہلوان ثابت ہوگا اور ایسا ریکارڈ قائم کرے گا کہ دُنیا میں پھر کوئی اُسے توڑ نہیں سکتا۔ لیکن اُس کی طاقت میں یہ بات داخل نہیں کیونکہ بچہ ابھی اس وُسعت تک پہنچا نہیں ہے ابھی اُس مقام سے پیچھے ہے اُس کی طاقت میں تو ابھی یہ بات داخل ہے کہ آپ ہاتھ پکڑ کر چلائیں ورنہ گر پڑے گا اپنا بوجھ بھی نہیں اُٹھا سکتا۔

پس خدا تعالیٰ نے انسان کے ذہن کو ایک عظیم الشان مضمون میں داخل کر دیا اور فرمایا کہ دیکھو! وُسعتیں تو تمہاری بہت ہیں لیکن تمہیں اِن وُسعتوں کا قرینہ بھی تو ہم ہی سکھائیں گے، تمہاری طاقتوں کو رفتہ رفتہ ہم ہی بڑھائیں گے۔ تم یہ دعائیں کرو کہ اے خدا! تیری تقدیر ہم سے اچانک مشکل کاموں کا سامنا نہ کرا دے جو ہماری وُسعت میں تو ہیں لیکن ہم نے اپنی غفلتوں کے نتیجہ میں ابھی تک حاصل نہیں کئے۔

یہاں یہ مضمون پھر دوشاخہ مضمون بن جاتا ہے اس لئے تحمل اور غور سے ہمیں آگے بڑھنا پڑے گا۔ خدا تعالیٰ

وُسعت اور طاقت کے مطابق بوجھ

ڈالتا ہے یہ درست ہے اور خدا تعالیٰ سے ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ ہماری طاقتوں سے بڑھ کر ہم پر بوجھ نہ ڈال لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری طاقتیں اور ہماری وُسعتیں ایک منزل پر اکٹھی ہو جائیں اگر ہم نے ذمہ داری ادا کی ہو تو ہمیں اُس وقت اپنی وُسعتوں کے اندر رہتے ہوئے ایک خاص طاقت لینی چاہیئے۔ یہ بھی تو ایک واقعہ ہے جو انسانی زندگی میں گزرتا ہے۔ اس کو مزید سمجھانے کی خاطر میں مثال دیتا ہوں کہ ایک انسان اگر دوڑنا شروع کرے اور اپنی طاقتوں سے فائدہ اٹھانا شروع کرے تو اُس کے جسم میں نشوونما پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اور ایک انسان اگر لیٹا رہے اور آرام طلب بن جائے تو بعض دفعہ وہ دو قدم بھی نہیں چل سکتا۔ اگر ان دونوں کو سمجھا دیا گیا ہو کہ تمہاری یہ ذمہ داریاں ہیں اور فلاں وقت ہم نے تمہیں فلاں سفر پر روانہ کرنا ہے تو وہ شخص جو لیٹا رہا اور اُس نے اپنی طاقتوں کو ضائع کر دیا اُس وقت وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے طاقت نہیں ہے۔ اُس پر بات خوب کھول دی گئی تھی ذمہ داریاں بیان کر دی گئی تھیں اِس لئے اُس کی وہ طاقت ہونی چاہیئے تھی۔ اور اگر اُس پر کوئی اُس وقت ذمہ داری ڈالے تو ناانصافی نہیں ہوگی۔

پس بسا اوقات یہ ہو سکتا ہے کہ ہماری وُسعتوں کے اندر ایک چیز ہو اور ایک خاص وقت کی منزل پر جا کر ہمیں جو خدا تعالیٰ نے خوب کھول کر ہماری ذمہ داریوں کو بیان فرما دیا ہے اُس وقت پر جا کر ہم پر وہ بوجھ پڑنا ہو لیکن اپنی غفلت اور اپنی نالائقی کے نتیجہ میں ہم نے اپنی وہ طاقت DEVELOP ڈیولپ نہ کی ہو۔ ایسے موقع پر اگر خدا وہ بوجھ ڈالے تو یہ ناانصافی نہیں ہوگی۔ وُسعت کے مطابق بھی ہوگا اور اُس طاقت کے مطابق بھی ہوگا جو ہونی چاہیئے تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس مضمون کو ہمارے ذہنوں میں داخل فرمایا اور

ہماری توجہ اس طرف مبذول فرمائی

کہ تم ہر قدم پر ایک کمزور چیز ہو۔ نہ اپنی وسعتوں سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہو نہ اپنی طاقتوں سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہو اس لئے پھر تمہاری وسعتوں میں دُعا داخل نہیں ہوگی تو تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔ عجز داخل نہیں ہوگا تو تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔ اس لئے یہ بھی ہم سے مانگنا اور یہ عرض کیا کرنا کہ اے خدا ہماری طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈال یعنی جس منزل پر چاہے ہماری غفلتیں بھی حائل ہو گئی ہوں جس منزل پر جو طاقت ہے تو اتنا رحم فرمانا کہ اُس سے زیادہ بوجھ نہ ڈال دینا ورنہ ہم مارے جائیں گے ہو سکتا ہے اس سے زیادہ طاقت ہمیں حاصل کرنی چاہیئے تھی لیکن ہم نہیں کر سکے۔

یہ اقرار کرنے کے بعد اور یہ منت کرنے کے بعد کہ اے خدا! تو عالم الغیب ہے تو جانتا ہے ہمیں کیا کرنا چاہیئے تھا۔ تمام تفاصیل پر تیری نظر ہے لیکن ساتھ ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ ہم خطا کار ہیں ہم نسیان کے بھی شکار ہیں۔ بار بار ہمیں نصیحت کی جاتی ہے، پھر باتیں بھول جاتے ہیں، بار بار یاد کرائی جاتی ہیں، پھر ذہن سے اُتر جاتی ہیں، ذمہ داریاں دکھلا دی جاتی ہیں پھر نظر سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔ ہم اتنے کمزور لوگ ہیں اس لئے ہم سے رحم کا سلوک فرما۔ اور ہماری جو طاقت ہونی چاہیئے اس پر فیصلہ نہ کرنا۔ جو طاقت ہمیں کسی منزل پر میسر ہو اُس کے مطابق ہم سے سلوک کرنا لیکن پھر ان طاقتوں کو بڑھاتے چلے جانا۔ آگے ایک مضمون آئے گا جو بالآخر بات کھول دے گا کہ ہم نے کہاں تک پہنچنا ہے اور کیا مانگنا ہے واعف عنا واغفر لنا۔ اے خدا! دو قسم کے معاملات ہم سے فرما۔ پہلا یہ کہ درگزر فرما۔ درگزر فرما اور مغفرت فرما ان دونوں چیزوں میں ایک نسبت ہے اور ایک کے بعد دوسرے کو رکھا گیا ہے۔ واعف عنا اُس چیز کو کہتے ہیں کہ ایک غفلت ہو رہی ہے اس سے روکا بھی جا سکتا ہے لیکن انسان اس کو لائسنس دے دیتا ہے، چھٹی دے دیتا ہے، کہتا ہے کوئی بات نہیں کر لو بے شک، کچھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ماں باپ بعض دفعہ بچوں کو بعض کھیلیں کھیلنے دیتے ہیں۔ جن سے ویسے وہ منع کرتے رہتے ہیں لیکن اگر تھوڑی سی کھیل وہ کھیل لیں، ذرا سا مشغلہ کر لیں تو وہ اعراض کر لیتے ہیں، آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ جب بچے بیہودہ حرکتیں کر رہے ہوں تو ماں باپ ان کی طرف دیکھتے نہیں عمداً ان کی آنکھوں میں ایک غفلت سی آجاتی ہے کہ گویا ہم نے دیکھا ہی کچھ نہیں۔ اس کو کہتے ہیں واعف عنا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے خدا ہم سے عفو کا سلوک فرما

چنانچہ میں نے دیکھا ہے حضرت مصلح موعودؓ کا بھی یہی طریق تھا کیونکہ انہوں نے اپنی عادتیں قرآن سے سیکھی تھیں۔ بچے کبھی بعض دفعہ لڈو کھیلتے ہیں اور حضرت صاحب پسند نہیں کیا کرتے تھے کہ وقت ضائع کریں۔ لیکن سمجھتے تھے کہ آخر بچے ہیں کبھی کبھی لڈو کھیلنے بھی دیتے تھے اور اس طرح کہ آئے ہیں اور اس طرف نظر ہی نہیں ڈالی اوپر نظر سے باتیں کر کے واپس چلے گئے گویا دیکھا ہی نہیں۔ اور جب دیکھتے تھے کہ زیادتی کرنے لگ گئے ہیں تو پھر نظر نیچے ڈالتے تھے اور ہمیں بتا دیتے تھے کہ اب میں پکڑنے پہ آیا ہوں۔ پس انسان سے اگر کوئی عفو کرنے والا سلوک کر رہا ہو تو پھر غلطیوں کا امکان اس وجہ سے بھی بعض دفعہ ہو جاتا ہے۔ بہت ہی پیارا اور عفو کرنے والا وجود ہو اس کے نتیجہ میں بھی بعض دفعہ گناہوں کے حوصلے بڑھ جاتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں بھی تو بعض دفعہ انسان جان بوجھ کر غلطیاں کرنے لگ جاتا ہے کہ بہت ہی مہربان ہے ہمارا آقا۔ اس لئے اے خدا جب تو عفو کا سلوک فرمائے گا تو پھر بخشش کی تیاری بھی کر لینا ہم سے لازماً پھر کچھ اور غلطیاں بھی ہونگی اور وارحمنا نے بات کھول دی کہ اے خدا! دراصل بات یہ ہے کہ ہم اپنے طور پر اپنی طاقتوں پر اپنے ذرائع سے کچھ نہیں کر سکتے ہم پر رحم فرما۔ ہم بے کار لوگ ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ ہم بے کار لوگ ہیں۔ رحم فرما اور جو تو نے ذمہ داریاں ڈالی ہیں ان میں ہماری وسعتوں پر نگاہ نہ کر اپنی وسعت پر نگاہ فرما۔ انت مولنا نے یہ بات کھول دی۔ آخری تان اس بات پر ٹوٹی کہ ہم نے مضمون اس طرح شروع کیا کہ خدا نے ہمیں سب کچھ عطا فرمایا ہے وسعتیں عطا کی ہیں ہم اپنے آپ کو ٹٹولیں اور دیکھیں اور اس کام میں آگے بڑھیں۔ چنانچہ پوری ذمہ داری کے ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ پھر محسوس ہوا کہ سب ذمہ داریاں ادا کرنے کے باوجود بھی ہم میں طاقت نہیں، کام بہت زیادہ ہے۔ پھر نظر نے ڈھونڈا تو پتہ چلا کہ ہماری وسعتیں تو دراصل خدا کی طرف ہیں۔ اس سمت میں کھلے ہوئے ہیں رستے وسعتوں کے۔ اس سمت میں آگے بڑھے تو

ایک بہت ہی پیارا مضمون

نظر آیا۔ ہر قدم پر مغفرت ہے، بخشش ہے، خطاؤں کی معافی ہے اور محبت اور پیار کا سلوک ہے۔ اور بالآخر خدا کہتا ہے کہ تم تعلق مجھ سے رکھ لو، میری طرف جھکنا سیکھ لو۔ بس یہ میں تمہیں کہتا ہوں پھر میری وسعتیں تمہاری وسعتیں ہو جائیں گی۔ پھر تم اس مقام پر کھڑے ہو گے کہ کہو کہ ربنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکٰفرین کہ اے خدا اب بات تو یہیں ختم ہوتی ہے کہ ہمارا دوست تو ہے اور جس کا تو دوست ہو اس کے مقدر میں شکست کیسی۔ جس کو تیری طاقتیں نصیب ہو جائیں۔ وہ کسی اور کے در سے کیوں مدد مانگے۔ کیوں کسی اور طرف جھکے اور کہے کہ ہمارے فلاں معاملہ میں ہماری مدد کرو۔ وہ تو صرف تجھ سے مانگے گا اور اس بات پر ناز کرے گا کہ اللہ ہمارا مولا ہے۔ لیکن اس مقام پر پہنچنے کے لئے انسان کو اپنے نفس کی تربیت کرنی پڑتی ہے اور اس مقام پر کھڑے ہونے کے لئے اپنے رب سے ایک گہری سچائی کا تعلق رکھنا پڑتا ہے۔ ایک گہری محبت اور عشق کا تعلق اپنے رب سے رکھنا پڑتا ہے ورنہ خالی منہ سے مولنا کہہ دینے سے بات بنتی نہیں۔ کیونکہ ولایت کا مضمون دو طرفہ ہے۔ آپ جب تک خدا کا دوست نہ بننا چاہیں یا خدا کی طرف دوستی کا ہاتھ نہ بڑھائیں۔ خدا آپ کا مولا نہیں بن سکے گا نہ بنے گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مضمون کا شاہکار ہیں۔ سب سے زیادہ آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے دوستی کا حق ادا کیا اور سب سے زیادہ اللہ آپ کا دوست بنا۔ اسی لئے سورۂ محمدؐ میں جو آنحضرتؐ کے نام پر ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ

کہ محمد مصطفےٰ نے تمہیں یہ مضمون سکھا دیا ہے اَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اللہ ایمان لانے والوں کا مولا بن جاتا ہے۔ وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ اور جو انکار کرنے والے ہیں اُن کا کوئی مولا ہی نہیں تو

مولا والے ہی فتح پائیں گے

ان لوگوں پر جن کا مولےٰ کوئی نہیں ہے اسی لئے فرمایا یہ دعا کرو کہ

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

کہ تو ہمارا مولا بن چکا ہے اور کافروں کا مولےٰ کوئی نہیں۔ اس لئے لازمی نتیجہ نکلنا چاہیئے کہ ہمیں فتح نصیب ہو۔ مثلاً جنگ بدر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدد کی بڑی شدید ضرورت تھی۔ ۳۱۳ کمزور صحابہؓ جن کے پاس ہتھیار بھی پورے نہیں۔ ان میں بیمار اور بوڑھے بھی تھے اور بچے بھی شامل تھے جو ایڑیاں اٹھا اٹھا کر جوان بن کر بیچ میں داخل ہوئے تھے۔ لیکن ایڑیاں اٹھانے سے تو قد اونچے نہیں ہو جایا کرتے اور نہ انسان جوان ہو جاتا ہے۔ اس کمزوری کی حالت میں عرب کا ایک مشہور پہلوان جو فنونِ حرب کا چوٹی کا ماہر سمجھا جاتا تھا وہ آیا اور اس نے کہا کہ میں بھی مسلمانوں کی طرف سے شامل ہو کر اہل مکہ کے خلاف لڑنا چاہتا ہوں۔ اس کی کچھ دشمنیاں تھیں جو اتارنا چاہتا تھا۔ اب وہ شخص جس نے خدا کو مولا نہ بنایا ہو وہ شخص جس کا کامل توکل اپنے رب پر نہ ہو وہ یہ جواب دے ہی نہیں سکتا۔ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اس کو واپس کر دو۔ مجھے خدا کے معاملہ میں کسی مشرک کی ضرورت نہیں ہے۔ کتنی شدید ضرورت تھی۔ عام حالات میں انسان خوش ہو جاتا ہے کہ الحمد للہ ایک مددگار مل گیا ہے اور نفس یہ بھی بہانہ بنا لیتا ہے کہ خدا نے بھیجا ہے، عین ضرورت کے وقت چیز آئی ہے خدا نے بھیجی ہوگی لیکن وہ کامل موحد جو توکل کے مضمون کو جانتا تھا جو جانتا تھا کہ خدا کے سوا میرا کوئی مولیٰ نہیں ہے، اس نے یہ جواب دیا کہ نہیں مجھے کسی مشرک کی ضرورت نہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جس تک پہنچنے کے لئے سچائی کی ضرورت ہے۔

تقوےٰ کی ضرورت ہے

سچے دل سے آپ اپنے رب کے بنیں گے تو وہ مولےٰ بنے گا۔ اگر منہ کی باتیں ہونگی تو نہیں بنے گا۔ دوستی کے حق ادا کرنے کوئی مشکل نہیں ہیں۔ خدا سے پیار کا تعلق بڑھانا پڑے گا اور یہ آسان منزلیں ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا یہ ساری دعائیں ہمیں تیار ہی ہیں کہ یہ نہایت ہی آرام دہ سفر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ عفو سے مغفرت میں آپ داخل ہوئے پھر رحم میں داخل ہو گئے اور آخر پر مولیٰ کہہ کر سارا بوجھ ہی خدا پر ڈال دیا۔ اس سے زیادہ بھی کوئی آسان سفر ہو سکتا ہے لیکن بدقسمت ہے انسان جو یہ سفر بھی اختیار نہیں کرتا۔ اس میں جذبات کا رخ خدا کی طرف موڑنا پڑتا ہے، سچے پیار کا تعلق اپنے رب سے پیدا کرنا پڑتا ہے، اس سے سچی محبت کرنی پڑتی ہے، اس کو اپنے وجود پر غالب کرنا پڑتا ہے جب تک یہ باتیں نصیب نہ ہوں اس وقت تک یہ سفر بظاہر آسان ہونے کے باوجود بھی انسان اختیار نہیں کر سکتا۔ اس لئے اپنی ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھیں۔ بے انتہا کام ہیں ناممکن ہے کہ جماعت اپنی ان طاقتوں سے جو بظاہر اس کی سرشت میں خدا کے علاوہ ہیں ان طاقتوں کے ذریعہ وہ دنیا میں ان ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں۔ نوے سال ہو گئے اس ملک میں یا اس برصغیر میں جماعت کو قائم ہوئے اور اپنی طاقتیں جن میں خدا کے بہت سے فضل شامل ہیں وہ ملا کر بھی آج ہماری یہ کیفیت ہے کہ اس ملک میں ہمیں اپنے آپ کو مسلمان کہنے کا حق نہیں دیا جا رہا۔ تو اگر بنا رکھیں گے اپنی طاقتوں پر تو کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے ہمیں اپنے رب کی طرف زیادہ متوجہ ہونا پڑے گا۔

زیادہ پیار اور محبت کا تعلق

پیدا کرنا پڑے گا۔ جتنی کثرت کے ساتھ اہل اللہ پیدا ہوں گے ہم ذمہ داریاں ادا کرنے کے قابل ہوتے چلے جائیں گے۔ مولا کے مقابل پر اللہ نے ولی کا لفظ رکھا ہے۔ بندوں کے لئے اس کے مقابل پر ولی کا لفظ آتا ہے۔ خدا ان کا مولا ہوتا ہے جو اپنے رب کے ولی ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ کو ولی ہونا پڑے گا۔ آپ میں سے ہر ایک ایسا ہو کہ اسے یقین ہو کہ خدا میرا دوست ہے اور وہ مجھ سے پیار کرتا ہے۔ اگر یہ ہو جائے تو پھر آپ دیکھیں کہ سارے کام خود بخود کس تیزی سے ہونے لگیں گے۔ ہماری الٹی بھی سیدھی ہو جائیں گی۔ ہماری خطائیں بھی نیک نتائج پیدا کریں گی۔ ہمارے نسیان بھی ان لوگوں سے زیادہ عظیم الشان کام دکھائیں گے جو اپنے فرائض کو بھولتے نہیں ہیں۔ ہماری ہر بات سیدھی ہوتی چلی جائے گی کیونکہ ہمارا مولا اللہ ہوگا اور جن کا مولا اللہ ہو جائے ان کو لازماً کافروں پر فتح عطا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(ولا)

مغربی افریقہ میں احمدیت اور حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کی خدمات

ربوہ ۷ ستمبر آج شام ساڑھے پانچ بجے مجلس طلباء سابق جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام ایک اجلاس لائبریری ایوان محمود میں زیر صدارت مکرم ظہور احمد صاحب باجوہ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن منعقد ہوا جس میں مکرم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر نے اپنا مقالہ بعنوان "مغربی افریقہ میں احمدیت اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر" پڑھ کر سنایا۔

اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو مکرم قمر داؤد کھوکھر صاحب نے کی۔ بعد ازاں مقالہ نگار موصوف نے اپنا مقالہ پیش فرمایا۔

آپ نے اپنے مقالہ میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کی خدمات جلیلہ کو سراہا۔ آپ نے فرمایا کہ مغربی افریقہ ایک تاریک براعظم تھا۔ اسے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے نور سے منور کیا تھا اس میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں اسلام کے بیج کی آبیاری کے لئے حضرت مولانا نیر صاحب کو بھجوایا گیا۔

حضرت مولانا نیر صاحب نے ۱۹۲۱ء میں افریقہ کی سرزمین پر قدم رکھا۔ سب سے پہلے آپ نے اہل سیرالیون کے دل میں اسلام کی حقانیت اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کی۔ آپ کی کوششوں سے سیرالیون، غانا اور نائیجیریا میں ہزاروں افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے آپ ایک مثالی مجاہد تھے۔ آپ کی زندگی مبلغین کے لئے مشعل راہ ہے۔

بعدہٗ مکرم بشیر احمد صاحب رفیق نائب وکیل التبشیر اور مکرم ڈاکٹر عمر دین صاحب نے ایمان افروز واقعات سنائے۔

آخر میں صاحب صدر کی درخواست پر مکرم مولوی محمد احمد جلیل صاحب نے دعا کرائی اور اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

{بقیہ سنگاپور}

کے دو اجلاس ہوئے جن کی صدارت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمائی۔ ان اجلاسوں میں انڈونیشیا، ملائشیا، صباح اور سنگاپور سے آئے ہوئے نمائندگان نے شرکت کی۔ ان میں جماعت کی ترقی اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے متعدد اہم تجاویز پر غور کیا گیا۔ اس میں تربیتی، تنظیمی اور مالی امور کے علاوہ رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" اور دیگر متفرق امور زیر غور آئے۔

عشاء کے بعد حضور نے ملائشیا اور صباح سے آئے ہوئے احمدی احباب سے ملاقات کی اور اس کے بعد ایک استقبالیہ تقریب میں شرکت فرمائی جو سنگاپور کی جماعت نے حضور پر نور کے اعزاز میں منعقد کی تھی اس میں معاشرے کے مختلف طبقوں کے چنیدہ احباب شامل ہوئے۔

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے اپنی مرسلہ تار میں احباب جماعت کو تحریک فرمائی ہے کہ وہ حضور ایدہ اللہ کے اس بابرکت دورۂ مشرق بعید کی کامیابی کے لئے خصوصی توجہ سے دعائیں کریں۔

نصرت انڈسٹریل سکول میں داخلہ

نصرت انڈسٹریل سکول موسم گرما کی تعطیلات کے بعد ۳ ستمبر کو کھل گیا ہے۔ داخلہ شروع ہے۔ ڈپلومہ حاصل کرنے والی طالبات کے لئے داخلہ کی آخری تاریخ ۲۲ ستمبر ہے باقی کلاسوں کے لئے داخلہ ہر وقت جاری رہے گا۔

(ہیڈ مسٹریس نصرت انڈسٹریل سکول۔ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

- مکرم نصر اللہ خان صاحب بھٹی شورکوٹ کی بچی دس پندرہ دنوں سے بیمار ہے۔
(مرزا حفیظ الرحمان۔ کراچی)
- میری نانی جان غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ ٹیلر ماسٹر اللہ دتہ صاحب کو گرنے کی وجہ سے کمر پر چوٹ لگ گئی ہے۔
(محمد یونس عابد۔ دارالرحمت غربی ربوہ)
- میری بیٹی امۃ النصیر کے ایک کان کا آپریشن لاہور میں ہوا ہے۔
(چوہدری برکت علی لنگڑ۔ دارالصدر غربی ربوہ)
- خاکسار کی والدہ محترمہ ایک عرصہ سے دائیں آنکھ میں درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔
(محمد انوار الحق مجاہد۔ گنج مغلپورہ۔ لاہور)
- خاکسار کے بیٹے عزیزم دنیس احمد شہزاد کا فرسٹ ایم بی بی ایس کا امتحان ہو رہا ہے۔
(ڈاکٹر عبدالغفور زاہد۔ سرگودھا)
- میں نے اسلام آباد میں نیا کاروبار شروع کیا ہے۔ (عبدالستار علیم اسلام آباد)
- خاکسار کی دو بچیاں عزیزہ فوزیہ اور عزیزہ شمائلہ نیز خاکسار کا بھتیجا عزیزم رضوان احمد چند دنوں سے بیمار ہے
(منصور احمد منظر۔ نیورن برگ جرمنی)

(احباب ان سب کے لیے دعا کریں)

- مکرم لئیق احمد خان صاحب کے والد محترم عزیز محمد خان صاحب شدید بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب درد دل سے موصوف کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔
(سلطان محمود انور ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ)